حافظ محمد عرفان الحق اظہار حقانی
مدرس دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

مولانا سمیع الحق اور ڈاکٹر مولانا شیر علی شاہ کا دورہ ایران

امام مسلم کے دیس خراسان (ایران) میں چند روز

(قسط نمبر ۷)

تربت جام میں: دو گھنٹے کے سفر کے بعد پونے تین بجے ہم تربت جام پہنچے۔ تربت جام مشہد اور ہرات کے مین ہائی وے پر بالکل درمیان میں واقع قدیم چھوٹا شہر ہے۔ یہ شہر صاف ستھرا اور کشادہ سڑکوں کا حامل تھا۔ یہاں زیادہ تر علاقے کی معیشت زرعی ہے۔ قرون وسطیٰ میں اس شہر کا نام بوزبان تھا۔ لیکن بعد میں عظیم بزرگ شیخ احمد جان کے نام پر قصبہ کا نام جام پڑ گیا۔ چنانچہ اب یہ مقام تربت جام ہی کے نام سے موسوم ہے اس کی ۹۵ فیصد آبادی سنیوں پر مشتمل ہے۔ یہاں ہمیں شیخ احمد جامی کے مزار پر زیارت کیلئے جانا تھا۔ شہر کے اندر مشرق کی طرف پانچ دس منٹ کی مسافت پر ہم اپنے منزل مقصود پر پہنچ گئے یہاں ہمارے استقبال کیلئے اس درگاہ کا متولی مولانا قاضی شرف الدین اپنے دیگر رفقاء کے ہمراہ پہلے سے منتظر تھے۔ موصوف نے ہمارے پہلے سفر تہران میں حضرت مولانا سمیع الحق کو تربت جام آنے کی دعوت نہایت محبت اور اشتیاق کیساتھ دی تھی۔ بیرونی دروازے سے مزار کے دروازے تک سرخ قالین ہمارے اعزاز واکرام کیلئے بچھائے گئے تھے۔ مولانا قاضی شرف الدین تیسویں پشت میں شیخ احمد جامیؒ کے اولاد میں اس درگاہ کا متولی ہے۔ انہوں نے ہمارا بڑا اعزاز واکرام کیا۔ وہ ہمیں سیدھے مزار پر زیارت کیلئے لے گئے۔ مزار کا بیرونی در و دیوار قدیم طرز تعمیر کے آئینہ دار تھے۔ شیخ احمد جامی کے مزار کے اوپر کسی قسم کا گنبد وغیرہ نہ تھا بلکہ کھلے آسمان کے نیچے دس بارہ فٹ لمبا دو ڈھائی فٹ چوڑا اور ڈھائی تین فٹ اونچا کچا قبر جس کے چوطرفہ تختی نما پتھر لگائے گئے اور بیچ میں سبز رنگ کی کنکریاں قبر کے اوپر رکھی ہوئی نظر آرہی تھی۔ یہاں ہمیں جو سکون، طمانیت اور روحانی خوشی محسوس ہوئی ان احساسات کی ترجمانی قلم بیان کرنے سے عاجز ہے۔ یہاں اجتماعی فاتحہ خوانی کے بعد قبلہ رو مزار کے سامنے قدیم طرز تعمیر کے ایک ہال کے اندر ہمیں لے جایا گیا۔

قدیم نوادرات: جہاں اس درگاہ کے قدیم نوادرات رکھے گئے تھے۔ ہم سب نے ان نوادرات کو دیکھا ان میں پانچ سو سالہ قدیم ۹۰۷ھ کا ہاتھ سے لکھا ہوا مصحف شریف، اورنگزیب عالمگیر کا لکھا ہوا قرآن شریف کا نسخہ، سلطان

سنجر سلجوقی کی طرف سے وضوء کے لئے دیا گیا لوٹا اور چلم چی، اور ایک جگہ نصیر الدین ہمایوں کے ہاتھ کی لکھی ہوئی رباعی نظر آئی۔ رباعی اور اس سے متعلقہ تحریر یوں تھی۔

نصیر الدین محمد ہمایوں پادشاہ بر آں نقش بستہ است وی در سفر خود بہ تربت جام در ہنگام زیارت مزار شیخ الاسلام احمد جامی ایں رباعی رنگاشت

ای رحمت تو عذر پذیر ہمہ کس ظاہر بہ جناب تو ضمیر بہ ہمہ کس

درگاہ ودر تو قبلہ گاہ ہمہ خلق لطف است بہ کرشمہ دستگیر ہمہ کس ۱۲ رشوال ۹۵۱ھ

مسجد کرمانی: اس ہال کے ساتھ قبر کے قبلہ رُو شمالاً ہم نے ایک مسجد بوسیدہ حالت میں بھی دیکھی جسے مسجد کرمانی کہتے ہیں۔ یہ ۷۲۲ھ کی بنی ہوئی مسجد ہے۔ اس مسجد کے دیواروں کے حاشیہ پر عمدہ قدیم رسم الخط سے یٰسین شریف لکھی گئی تھی۔ اسی مسجد میں قبلہ کی طرف قدیم چلہ گاہ بھی ہے۔ جہاں اس درگاہ کے متولین چلے نکالتے تھے۔ یہاں ہم نے دو دو رکعت نوافل بھی ادا کئے اور رب ذوالجلال کے حضور دعائیں مانگی۔ مولانا شیر علی شاہ صاحب نے فرمایا کہ تلک آثارنا تدل علینا۔ فانظرو ابعدنا إلى الآثار

درگاہ کے متولین کے قبور: اس کے بعد قاضی صاحب ہمیں اپنے والد اور اجداد کے قبوروں کی طرف لے گئے جہاں ہم نے فاتحہ پڑھی۔ قاضی صاحب کے والد قاضی محمد نعیم جامی ۱۴۲۰ھ میں فوت ہوئے تھے۔ قبر کے ساتھ ایک کتبہ پر موجودہ متولی سے شیخ احمد جامیؒ تک پورا سلسلہ نسب تحریر نظر سے گزرا۔

مسجد شاہ رخ تیموری: قبلہ رُو آگے ایک دوسری مسجد، مسجد کرمانی کے علاوہ ہمیں دکھائی گئی اس مسجد کی وسعت اور قدامت نے ہمارے ذہنوں کو پرانے بادشاہوں کی دینداری اور علماء پروری یاد دلائی۔ یہ مسجد شاہ رُخ تیموری نے بنوائی تھی۔ فی الحال یہی قدیم مغل طرز تعمیر کی گنبد نما مسجد نماز با جماعت کیلئے استعمال ہوتی ہے۔ یہاں سے فراغت کے بعد قاضی صاحب ہمیں اپنے دفتر جو درگاہ کے بالمقابل گولائی میں واقع ایک بڑے حال پر مشتمل تھا لے گئے۔ یہاں انہوں نے ہماری تواضع مشروبات اور ایران کے تازہ اور خشک پھلوں اور میوہ جات سے کی۔ اس کے بعد چائے سے لطف اندوز ہوئے اس دوران میں نے قاضی صاحب سے شیخ احمد جامی کے تھوڑے بہت حالات معلوم کئے جو کہ یہ ہیں:

شیخ احمد جامیؒ: آپ کا پورا نام شہاب الدین ابونصر احمد ابن ابی الحسن بن محمد ابن جریر ابن عبداللہ بن لیث بن جریر بن عبداللہ البجلی الجامی الخراسانی ہے۔ آپؒ ۱۰۵۰ھ میں خراسان کے علاقہ ترشیز میں واقع مقام پر پیدا ہوئے۔ آپ کے اجداد یمن سے تعلق رکھتے تھے۔ اور آپ کا سلسلہ نسب چھٹی پشت میں مشہور صحابی حضرت جریر ابن عبداللہ البجلیؓ سے جاملتا ہے۔ صوفیاء میں آپ کا مقام کسی سے مخفی نہیں۔ شیخ خود اپنی ایک کتاب سراج السائرؒ

میں اپنے بارے میں لکھتے ہیں کہ جب میں بائیس برس کا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے لطف وکرم سے توبہ کی توفیق سے نوازا۔ جب اللہ نے آپ کو ہدایت سے نوازا تو اس کے بعد پورے بارہ برس تک پہاڑوں میں ریاضت اور مجاہدے کرتے رہے۔ مختلف شہروں کی سیر کی۔ زہد وتصوف میں کمال حاصل کیا۔ پھر آپ کو جام کے علاقے میں جانے کا حکم ہوا۔ یہاں آکر آپ نے شہر کے باہر ایک خانقاہ بنائی جہاں آپ نے لوگوں کو دعوت وتبلیغ دینی شروع کی ۔ لوگ دور دور سے آکر فیضیاب ہوتے تھے۔ لاکھوں لوگوں نے آپ کے دست مبارک پر توبہ کی۔ آپ علم وفضل کی دنیا میں بھی بلند مقام رکھتے تھے۔ بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔ جن میں کتاب الرسالۃ السمر قندیہ، انس التائبین، سراج السائرین، مفتاح النجات، روضۃ المذنبین، بہار الحقیقۃ، کنوز الحکمۃ وغیرہ کافی مشہور ہیں۔

شیخ نے ۱۱۴۱ء مطابق ۵۳۶ھ میں اپنی خانقاہ میں انتقال کیا۔ آپ کی قبر پر عالی شان مزار مسجد اور خانقاہ تعمیر کی گئی۔ اسی مزار کے اردگرد دن بدن آبادی ہوتی گئی اور اب یہ مقام بہت بڑا شہر بن چکا ہے۔

تائباد شہر میں: چار بجے ہم تیباد شہر پہنچے وجہ تسمیہ تیباد تو معلوم نہیں لیکن اسے طیب آباد بھی لکھا اور پڑھا جاتا ہے۔ داخل ہوتے ہی دورویہ سڑک کے کناروں پر بلند وبالا سرو کے درخت اس شہر کی قدرتی حسن اور زیبائش کی طرف انسان کو متوجہ کرتی ہے۔ ہرات کی جانب سے افغان سرحد عبور کرنے کے بعد تقریباً 20 کلومیٹر کے فاصلے پر ایران کے شمال مشرق میں یہ پہلا شہر آتا ہے۔ شہر کے بعض چوراہوں اور سڑک کے کناروں پر بڑے بڑے بینر آویزاں نظر سے گزرے۔ جن پر جامعۃ الاحناف کی جلسۂ دستار بندی میں شرکت کرنے والے مہمانوں کی خیر مقدمی کیلئے ترحیبی کلمات تحریر تھے۔ میزبان نے ہمیں بتایا کہ مقامی اہل سنت آپ کے استقبال کے لئے شہر کے سڑکوں پر نکلنا چاہتے تھے لیکن انتظامی مصلحت کی بنیاد پر حکومتی عہدیداروں نے اس کی اجازت نہ دی۔ شہر میں دس پندرہ منٹ کا فاصلہ طے کرنے کے بعد ہماری جیپ مختلف موڑ کاٹتی ہوئی ایک بڑے مکان کے سامنے رک گئی یہاں ہمیں دوپہر کا کھانا تناول کرنے کے علاوہ تھوڑی دیر آرام کرنا تھا۔ یہ حاجی شیر احمد جہانی کا مکان تھا جسے ہماری سکونت کے لئے فارغ کیا گیا تھا۔ صاحب خانہ کے علاوہ اس کے دیگر برادران اور اعزاء واقارب نے یہاں ہماری خوب خاطر مدارت اور تواضع فرمائی جزاھم اللہ خیرا۔ صاحب خانہ کے ہاں لوگ خود بھی ہمارے انتظار میں بھوکے تھے۔ سو پہنچتے ہی دسترخوان لگادی گئی۔ اور ہم اس امر سے سبکدوش ہوئے۔

ملاقاتیں: علمائے کرام اور مقامی لوگوں کو جب ہمارے پہنچ جانے کا علم ہوا تو وہ جوق درجوق اس مکان پر ہمارے ملنے کیلئے پہنچنے لگے۔ ان کی اخلاص ومحبت دیکھ کر الحب للہ والی حدیث یاد آئی۔ ان کی کوئی دنیاوی غرض ہم سے وابستہ نہ تھی ان کی محبت ابتغاء لوجہ اللہ تھی۔ ملاقات کیلئے آنے والے تمام ساتھیوں کے نام تو یاد رکھنا مشکل تھا تاہم ان میں شیخ محمد صالح پُردل آف ہرمزگان بندر عباس جو ایران کے سب سے معروف خطیب

اور جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے فارغ التحصیل ہیں، اور مولانا سید محمد فاضلی حقانی اور تایباد کے معروف تاجر سید احمد شاہ اور اس کے دیگر برادران بھی شامل تھے۔

قاضی زین الدین ابوبکر تایبادیؒ کے مزار پر: ملاقاتوں سے فراغت پر ہمیں تائیباد کے مشہور بزرگ شخصیت قاضی زین الدین ابوبکر تایبادیؒ کے مزار پر لے جایا گیا۔ موصوف آٹھویں صدی ہجری کا مشہور عارف اور زاہد تھا۔ جوملوک کرت کے زمانے میں گزرا ہے۔ زہد وتقویٰ، خیر وصلاح اتباع سنت اور دنیا سے بے رغبتی کیساتھ متصف تھے۔ امیر تیمور جیسی شخصیت کا آپ سے ارادت کا تعلق تھا۔ 791ھ میں وفات پائی۔ ان کا مزار شہر کے ایک کنارے پر واقع ہے۔ مزار کا بیرونی بڑا محرابی دروازہ قدیم طرز تعمیر کا آئینہ دار تھا۔ قبر شریعت کے مطابق کچی اور سادہ تھی۔ جس پر کسی قسم کا گنبد وغیرہ نہ تھا۔ مزار کے قبلہ رُو ایک مسجد بھی قدیم زمانے کی تعمیر شدہ آباد ہے۔ قاضی صاحب کے مزار کے احاطے میں دیگر بے شمار عارفین امت اور علمائے عظام ابدی نیند اسودۂ خاک ہیں۔

جامعۃ الاحناف کے بانی مولانا سید محمد سعید فاضلیؒ: یہیں احاطہ مزار کے مشرقی دیوار کے قریب حضرت مولانا سید محمد سعید فاضلیؒ جو مولانا ابراہیم فاضلی صاحب کے بڑے بھائی تھے کا قبر بھی ہے۔ موصوف جامعۃ الاحناف کے مہتمم اور خراسان میں دینی امور میں انتہائی منہمک اور معروف شخصیت کے حامل تھے۔ ہمارے گزشتہ سفر ایران کے دوران جب وہ حیات تھے۔ تو وہ پروگرام کے مطابق تیباد میں ہمارے آنے کے منتظر تھے۔ لیکن افسوس وقت کی کمی کے باعث ہمیں جانے کا پروگرام عین وقت پر منسوخ کرنا پڑا اور انہیں فون پر اطلاع دی گئی کہ آئندہ کے وعدہ پر ہم واپسی کرر ہے ہیں۔ لیکن کسے پتہ تھا کہ جب ہم دوبارہ آئیں گے تو اخلاص ومحبت کا یہ کوہ گراں زیر زمین ابدی نیند سویا ہوگا۔ اللھم اغفرہ ورحمہ۔ ان کی مختصر داستان حیات کچھ یوں ہے:

آپ حضرت مولانا عبدالعلی کے گھر پیدا ہوئے۔ جو علاقے کے مشہور عارف اور مدرس عالم تھے۔ افغانستان اور ایران کے دور دراز علاقوں سے شائقین علم اس کے ہاں علمی خوشہ چینی کیلئے حاضر ہوتے۔ مولانا سعید نے ابتدائی اور وسطانی علوم اپنے والد سے گھر پر ہی حاصل کئے۔ بعد میں پاکستان، ہندوستان اور عربستان کے معروف اساطین علم شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، شیخ الحدیث مولانا رسول خان ہزارویؒ، شیخ التفسیر حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ، حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ اور حرم نبوی ﷺ کے معروف محدث شیخ ابوبکر جابر الجزائری وغیرہ سے کسب فیض کیا۔ فراغت کے ساتھ ہی نہ صرف مسند تدریس پر متمکن ہوئے بلکہ ایک زمانہ تک ہرات کے جامع مسجد کے خطیب اور امامت کے فرائض بھی انجام دیتے رہے۔ روسی جہاد کے دوران مجاہدین کی بھرپور تائید اور نصرت کرتے رہے۔ جہاد کے سلسلے میں عالم اسلام کی عظیم شخصیات مولانا ابوالحسن علی ندویؒ، شیخ ابوبکر الجزائری، دکتور یوسف قرضاوی اور دکتور وہبۃ الزحیلی سے رابطہ میں رہے۔ آپ نے ایک عرصے تک مشہد، تربت جام اور تایباد کے جامع

مساجد میں تفسیر وحدیث اور عقائد اسلام کی ترویج کیلئے حلقات بھی قائم کیے۔عوام کی پُر زور اپیل اور تائید سے آپ کو تایباد کا امام جمعہ (ایران میں کسی بھی علاقے میں اہل سنت کا اعلیٰ منصب) مقرر کیا گیا۔18 برس قبل تایباد میں جامعۃ الاحناف کی بنیاد ڈالی جس کی دستار بندی کیلئے آج ہم حاضر ہوئے ہیں۔آج اس مدرسے میں نہ صرف ایران بلکہ ملحقہ نوآزاد ایشیائی ریاستوں کے طلباء بھی اپنی علمی پیاس بجھانے میں مصروف ہیں۔ایرانی اہل سنت کی جانب سے بین الاقوامی کانفرنسوں میں آپ ہی کی نمائندگی موزوں سمجھی جاتی تھی۔آپ کے قلم سے درجن بر سے زیادہ کتابیں منصۂ شہود پر آئیں۔14 محرم 1426ھ کو ٹریفک کے ایک المناک حادثے میں آپ کا انتقال ہوا۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔

کہتے ہیں کہ ان کا نماز جنازہ تایباد کا تاریخ ساز جنازہ تھا۔جس میں ہزاروں اہل سنت نے ملک اور بیرون ملک سے شرکت کی۔اور بقول علماء کرام کے یہی کسی بھی انسان کی قبولیت کا مظہر ہوتا ہے۔نمدیدہ آنکھوں سے یہاں ہم سب نے اجتماعی فاتحہ خوانی کی۔

<u>زنانہ اجتماع:</u> زیارت قاضی زین الدین ابوبکر تایبادیؒ کے بعد میزبان نے بتایا کہ مردانہ اجتماع کے ساتھ ان کے بھائی کے وسیع وعریض باغ میں جو تایباد کے ایک علاقے میں واقع ہے زنانہ اجتماع کا اہتمام بھی کیا گیا ہے لہذا اب آپ حضرات کو وہاں پہنچنا ہے۔اس مقصد کیلئے ہم سب ساتھی گاڑیوں میں سوار ہو کر روانہ ہوئے۔زنانہ اجتماع تک پہنچنے کیلئے ہمیں جامعۃ الاحناف کے راستے ـسے ہو کر گزرنا تھا۔جہاں ہمیں دور دور تک گاڑیوں اور انسانوں کے جم غفیر سے واسطہ پڑا۔جس کے سبب ہماری گاڑیاں رُکتی رُکتی چل رہی تھی۔لوگ جلسے میں شرکت کیلئے ایران کے دور دراز علاقوں سے قافلوں کی شکل میں پہنچ رہے تھے۔میزبان نے جامعۃ الاحناف کے قریب پہنچ کر مجھے اختیار دیتے ہوئے کہا کہ اگر آپ یہیں جلسہ کے گہما گہمی سے محظوظ ہونا چاہتے ہیں یا آگے زنانہ اجتماع میں شرکت کرنا چاہیں آپ کی مرضی۔احقر نے سوچا کہ وہاں تو شیخین خطاب بند کمرے سے فرمائیں گے بہتر یہی ہوگا کہ میں یہاں کے حالات سے واقفیت پائے۔

<u>مردانہ اجتماع میں پہلا دن:</u> شیخین سے اجازت لے کر میں نے گاڑی رکھوائی اور اپنے معاون سفر ساتھی مولوی صاحب حسین کو بھی ساتھ لیکر جامعۃ الاحناف کی طرف بڑھا۔جامعۃ الاحناف کے اردگرد انسانوں کا متحرک سمندر اسکی مقبولیت اور شہرت کا بین ثبوت دے رہا تھا۔ہمیں جامعۃ الاحناف کے جامع مسجد کے قبلہ رُو دروازے سے اجتماع پہنچایا گیا۔جامعۃ الاحناف کی مسجد نہایت وسیع وعریض تھی۔جس میں ہزاروں ہزار سامعین بیٹھے ہوئے تھے۔جامع مسجد کا بیرونی صحن اور اسکے متصل طلباء کے دارالاقامے اور اس سے پیوست گلیاں انسانوں سے بھری ہوئی تھیں۔شاید یہ موجودہ انقلاب ایران کے بعد خراسان میں علماء اہلسنت کا سب سے بڑا اجتماع ہے۔مسجد میں محراب کے مقابل چھ وسیع وعریض صفوف علمائے کرام اور دور دراز سے آئے ہوئے مہمانوں کیلئے مختص کیے گئے تھے۔ان صفوں سے پیچھے اجتماع کا

سٹیج تین چار فٹ اونچا اور آٹھ دس فٹ لمبا چوڑا مقررین کیلئے بنایا گیا تھا۔ مسجد اور مدرسے کی دیواروں کے حاشیہ پر بڑے بڑے رنگا رنگ بینر جن پر اتحاد و اتفاق، دینی علوم کی تحصیل اور فضائل سے متعلقہ آیات کریمات اور احادیث نبوی ﷺ شریف کے علاوہ مہمانوں اور فارغ التحصیل طلباء کیلئے ترحیبی اور تہنیتی کلمات تحریر تھے، آویزاں نظر آ رہے تھے۔ احقر جب اجتماع میں پہنچا تو یہاں ایک سرخ وسفید خوبصورت بلند قامت نحیف البدن نوجوان خطاب کر رہا تھا۔ موصوف کہہ رہا تھا کہ

نے افغانیم و نے ترک و تاتاریم　　　　که ما پروردہ یک نوبہاریم

اقبال لاہوری نے فرمایا:

چین و عرب ہمارا ہندوستان ہمارا　　　　مسلم ہے ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا

میں رازیؒ و جامیؒ اور انصاریؒ کے وطن شہید افغانستان سے تعلق رکھتا ہوں۔ افغانستان مٹی مٹی ہو چکا ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم دین وایمان سے مضبوطی کیساتھ جڑ جائیں۔ افسوس کہ ہم دین سے قریب ہونے کے بجائے روز بروز دور ہو رہے ہیں۔ ہماری کامیابی اور ترقی دین کو اپنانے میں مضمر ہے۔

<u>مسجد کی گریہ وزاری:</u> ہرات میں ایک بزرگ ایک مسجد میں سو رہے تھے رات اس نے مسجد میں گریہ وزاری کی آواز سنی تو بیدار ہوا ادھر ادھر نظر دوڑانے پر کوئی نظر نہ آیا۔ وہ اسے اپنا خیال سمجھ کر دوبارہ سو گیا۔ لیکن پھر وہی آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی تین دفعہ وہ بیدار ہوا لیکن مسجد میں کوئی بھی نہ پایا۔ اسی رات بعد میں اس نے خواب دیکھا کہ مسجد اس کے سامنے گویا ہوئی کہ یہ میں ہی تھی جو رو رہی تھی اور تم اسے بار بار ڈھونڈ کر سو جاتے۔ میرے اس منبر ومحراب اور مسجد کے ہر گوشے سے پوچھو میں شہید اور ویران ہوں مجھے آباد اور تعمیر کرنے کی ضرورت ہے۔ اس خواب کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو مسجد اور مدرسہ کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔ جسے آج امت پس پشت ڈال رہی ہے۔ مغرب کی تقلید وتہذیب نے ہم سے یہ راستے بھلا دیئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امت تباہی کے دہانے آن کھڑی ہے۔ آؤ مسجد اور مدرسوں کو آباد کریں۔ (اسی پر اس نے تقریر ختم کردی)

اس کے بعد سٹیج سیکرٹری رونما ہوئے۔ موصوف دارالعلوم تعلیم القرآن والسنۃ شورک کے ناظم تھے۔ اس نے کہا کہ یہ تھے مسجد خواجہ عبداللہ انصاری ہرات کے خطیب مولانا مجیب الرحمٰن جن کے ارشادات سے آپ مستفید ہوئے۔ اسکے بعد آنے والے مہمانوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے پون گھنٹہ نماز مغرب کیلئے وقفے کا اعلان کیا۔ نماز مغرب ہم نے یہیں ادا کی۔ نماز مغرب کے بعد علمائے کرام سے ہماری ملاقاتیں ہوئیں۔ جلسے کیلئے آنے والے علماء میں ایک بڑی تعداد دارالعلوم حقانیہ میں پچھلے نصف صدی سے پڑھے ہوئے فضلاء کی تھی۔ ملاقات کرنے والوں میں ہمارے ہم درس مولانا رحم الدین جو آج کل دارالعلوم تعلیم القرآن شورک میں تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں اور گزشتہ برس

فارغ ہونے والے مولانا عبدالجبار آف خراسان بھی شامل تھے۔سب نے بڑی اخلاص، محبت اور خوشی کا اظہار فرمایا۔ اسی دوران میں کچھ دیر کیلئے مولوی عبدالجبار کو ساتھ لیکر مدرسہ سے ملحق بازار کے سیر کیلئے گیا۔عشاء کے قریب ایک ساتھی نے آکر مجھے اطلاع دی کہ شیخین زنانہ اجتماع کے خطاب سے فارغ ہو کر اپنی اقامت گاہ پہنچ چکے ہیں اگر آپ واپس جانا چاہیں تو گاڑیاں میسر ہیں۔مولوی عبدالجبار کو ساتھ لے کر میں واپس اپنی اقامت گاہ کی طرف لوٹا۔مولوی عبدالجبار نے راہ میں دوران سفر گاڑی میں بتایا کہ مہمانوں کو شہر کے اطراف سے لانے لیجانے کیلئے ڈھائی سو گاڑیاں جن کو ایرانی ماشین کہتے ہیں متعین ہیں۔اس نے بتایا کہ شہر اور اسکے اطراف میں سینکڑوں اعلیٰ مکانات علمائے کرام کی سکونت کیلئے مقامی لوگوں نے خالی کروائے ہیں۔مسکن پہنچ کر جلسے سے متعلقہ ساری روداد شیخین کو سنائی۔مولانا شیر علی شاہ صاحب نے فرمایا کہ اس جلسے کا علم تو ہمیں نہیں جہاں سے آپ آرہے ہیں تاہم ہمارا جلسہ (زنانہ اجتماع) فاضلی صاحب کیلئے کارگر ثابت ہوا۔اسلئے کہ بقول ان کے (فاضلی صاحب) زنانہ اجتماع میں مدرسے کیلئے ایک من سونا جمع ہوا۔(واضح رہے کہ وہاں ایک من سات کلو کا ہوتا ہے) انہوں نے مزید ہمیں بتایا کہ اس اجتماع میں پندرہ ہزار مستورات نے شرکت کی۔ان باتوں سے ایرانی اہل سنت عورتوں کی دینی غیرت وحمیت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔نماز عشاء ہم نے مولانا سمیع الحق کی امامت میں پڑھی۔اس کے بعد مولانا حسن جان تاجکستانی اور دیگر مقامی لوگوں کے ساتھ مختلف امور پر گفتگو ہوتی رہی۔سوا نو بجے صاحب خانہ نے ہمیں مطلع فرمایا کہ رات کے کھانے کا انتظام علمائے کرام اور بیرونی مہمانوں کیلئے مولانا فاضلی کے بھائی کے باغ کے احاطے میں جہاں آج دن کو زنانہ اجتماع ہوا تھا کیا گیا ہے۔سو اب وہیں چلیں گے۔مولانا سمیع الحق نے معذرت چاہتے ہوئے نہ جانے کا فیصلہ فرمایا اور ہمیں بتایا کہ آپ اور شیخ صاحب جانا چاہیں تو ضرور جایئے میں آرام کرلوں گا۔ہم شیخ صاحب کے ہمراہ طعام گاہ بذریعہ گاڑی پہنچے ایک وسیع میدان میں کھانے کا انتظام تھا جہاں بیک وقت ڈھائی سو افراد کھاسکتے تھے۔مہمانوں کی تواضع پر مامور طلباء نے بتایا کہ شام کے بعد سے یہاں کھانے کا سلسلہ شروع ہوا اور تاحال جاری ہے۔اس سے جلسے کیلئے آنے والے بیرونی مہمانوں اور علمائے کرام کی تعداد کے کثرت کا اندازہ ہوا کہ وہ ہزاروں میں ہیں۔ یہاں کھانے کے میز پر اور اس سے قبل اور بعد میں علماء کی ایک بڑی تعداد سے لاقاتیں مختلف امور پر ہوئیں۔جن میں مولانا عبدالجلیل ، مولانا محمد معصوم، مولانا خیری صاحب تربت جام، مولانا احمد حیدری مہتمم مدرسہ صدیقیہ وغیرہ شامل تھے۔

سوا گیارہ بجے ہم یہاں سے فارغ ہو کر واپس اپنے مکان پہنچے۔مولانا شیر علی شاہ اور صاحب حسین کی سکونت تحتانی منزل کے ایک کمرے میں ہوئی۔اور مولانا سمیع الحق و ناچیز کی سکونت مکان کے فوقانی منزل میں رہی۔صبح نماز فجر با جماعت پڑھنے کے بعد آٹھ بجے تک آرام کا مزید موقع ملا۔آٹھ بجے ناشتہ لگ چکا تھا۔فراغت پر مولانا سمیع الحق نے فرمایا کہ جلسے میں شرکت سے قبل واپسی کے لئے اپنا سامان باندھ لو تا کہ جلسے کے فوراً بعد ہم روانہ ہوسکیں۔اس

لئے بعد میں ہمارے ساتھ اتنا وقت نہ ہوگا۔ رخت سفر باندھنے سے فراغت پر ساڑھے نو بجے جلسے میں شرکت کے لئے ہمارا قافلہ چل نکلا۔

جلسہ دستار بندی کا دوسرا دن: 10 بجے کے قریب ہم جلسہ گاہ پہنچے۔ سٹیج سیکرٹری اور جلسے میں شرکت کرنے والے عوام نے گرم جوش نعروں کے ساتھ ہمارا استقبال کیا۔ ہمیں محراب اور منبر کے احاطے میں بٹھایا گیا۔

اس جلسہ میں اہل تشیع کے سرکردہ علماء اور حکومتی اداروں کے سربراہوں کی بڑی تعداد کے علاوہ افغانستان، ہرات، تاجکستان اور عرب امارات کے مختلف علاقوں سے بڑی تعداد میں لوگ شریک تھے۔

حضرت مولانا سمیع الحق کی تقریر 11:15 پر شروع ہوئی۔ مولانا صاحب کی تقریر اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں ملی جلی تھی۔ اردو سے فارسی ترجمانی کے لئے مولانا غلام نبی متوکلی آپ کے ساتھ سٹیج پر ہمراہ تھے۔ موصوف وقتاً فوقتاً ترجمہ کرتے رہے۔ مولانا صاحب کا خطاب جو تھوڑا بہت قلمبند کیا جاسکا پیش ہے۔

حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کا خطاب: حمد وثناء وتسمیہ کے بعد: یریدون لیطفؤنور الله بافواههم والله متم نوره ولو کره الکفرون هوالذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله ولو کره المشرکون۔ صدق الله العظیم۔

قابل صد احترام علمائے کرام، مشائخ عظام معزز حاضرین اور نوجوان مجاہدین اسلام، السلام علیکم۔

فاضلی برادران کے جہود وسعی کا مظہر: آج مجھے اس شہر میں جو کہ وحدت تسنن اور تشیع کا آئینہ دار ہے آکر بڑی خوشی محسوس ہو رہی ہے۔ آج کا یہ سارا منظر ہمارے مرحوم دوست مولانا محمد سعید فاضلیؒ اور ان کے دیگر برادران کے جہود وسعی کا زندہ نمونہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائیں۔ اور مرحوم کیلئے صدقہ جاریہ ٹھہرائے۔ آمین

علمی قبلہ اور مدرسہ: یہ علاقہ جسے مختلف ناموں کیساتھ یاد کیا جاتا ہے ماوراء النہر، خراسان، ایران غرض جو بھی کہیں درحقیقت امت مسلمہ اور عالم اسلام کا علمی قبلہ ہے۔ جس طرح کہ ہم مسلمانوں کا حقیقی قبلہ خانہ کعبہ مکہ معظمہ میں ہے اسی طرح ہمارے علم وعرفان، قانون، فقہ، حدیث اور معقولات ان تمام علوم کا یہ علاقہ سرچشمہ ہے اسی سے ہمارا روحانی تعلق، ثقافت اور تہذیب وتمدن وابستہ ہے۔ آج ہم اپنے علم وفکر کے علمی قبلہ میں آئے ہیں۔

آج کے اجتماع اور جلسے کا تعلق بنیادی طور پر تعلیمی ادارے مدرسے کیساتھ ہے۔ مدرسہ کیا ہے ہماری تہذیب وتمدن، اسلامی اقدار اور روایات اور دین کی حفاظت کا مرکز ہے۔ اسی سے آگے چل کر دین کے مختلف چشمے پھوٹتے ہیں۔

مدارس کفر کا ہدف: اگر غور کیا جائے تو آج پورے عالم کفر کا نشانہ اور ہدف یہی ادارے ہیں ان سے پوچھنا چاہیے کہ انہیں ان اداروں سے کیا تکلیف ہے وہ ان دینی تعلیمی مدارس سے لرزاں وترساں ہیں عالم اسلام کا یہی شعبہ مدرسہ ان کے زد میں ہے اور وہ اسے تہس نہس کرنے کے درپے ہیں۔ فالله خیر حافظا وهو ارحم

الراحمین۔

علماء وطلباء دینیہ کا مقام: علم اور علماء وطلباء کے فضائل نبی کریم ﷺ نے اپنے اقوال سے بیان فرمائے کہ العلماء ورثہ الانبیاء، فرمایا طالب علم جب گھر سے نکلتا ہے تو اس کے اعزاز میں فرشتے اپنے پر بچھاتے ہیں۔ دریاؤں اور سمندروں میں مچھلیاں ان کیلئے دعا گو رہتی ہیں۔ ہوا اور فضاء میں طیور اور زمین اور اس کے بلوں کے اندر حشرات الارض ان پر صلوٰۃ بھیجتی ہیں۔

یہ ارشادات اپنی جگہ مسلم ہیں۔ تاہم ان کی اہمیت ومقام کا احساس آج اس حیثیت سے ہو رہا ہے کہ پوری ملت کفر بش، کلنٹن اور شیرون ان کے خلاف صف بستہ ہو چکے ہیں۔ ان سے اگر پوچھا جائے کہ تمہاری نگاہوں میں خطرناک کون ہیں؟ تم لوگ کس سے ڈرتے ہو؟ اسلامی ملکوں کے افواج سے، یا ڈاکٹروں، انجینئروں اور ایٹم بم بنانے والے سائنسدانوں سے، وہ بیک آواز کہیں گے نہیں۔ وہ کہتے ہیں ہمارے لئے خطرے کا الارم اور گھنٹی قرآن وحدیث اور علوم دینیہ پڑھنے پڑھانے والے ہیں۔ گویا وہ ان بنیاد پرستوں سے جو دین سے وابستہ ہوں ڈرتے ہیں۔ دنیاوی اور عصری علوم میں مگن سٹوڈنٹس اور عالم اسلام کی قیادت کو وہ اپنے ہم کاسہ وہم خیال سمجھتے ہیں۔

کفر کا صف بستہ اتحاد اور اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ: ایرانی حکومت اس اعتبار سے دور اندیش ہے کہ اس نے یہ حقیقت سمجھ لی کہ عالم کفر کا مقابلہ اکیلے نہیں باہمی وابستگی اور وحدت سے کیا جا سکتا ہے۔ آقائے دو جہان ﷺ نے فرمایا کہ الکفر ملۃ واحدۃ، اس ارشاد کا کامل ظہور ۱۴۰۰ برسوں میں ایسا نہیں ہوا جیسا کہ آج ہے۔ تمام کفری ملل بشمول ہندو، بدھیسٹ شرک، یہودی، عیسائی اس بات پر ایک ہو چکے ہیں کہ مسلمانوں کا قلع قمع کیا جائے۔ اس سے قبل کبھی بھی تمام کفار مسلمانوں کے خلاف ایسے حلیف وہم رکاب نہ ہوئے تھے کچھ نہ کچھ کفری اقوام اور ممالک مسلمانوں کے ساتھ ہوتے۔ اپنے مفادات کے خاطر سہی لیکن ماضی قریب میں امریکہ اور روس کی اجارہ داری کے دوران کوئی ایک ضرور اس مسلمانوں کیساتھ دیتا۔ لیکن آج مشرق ومغرب سب ایک ہی نقطے پر متفق ہو چکے ہیں کہ مسلمانوں کا بیخ وبن سے قلع قمع کیا جائے۔ قرآن وسنت نبی کریم ﷺ ملت مسلمہ اور عالم اسلام کو مختلف حیلوں بہانوں سے بدنام کیا جا رہا ہے۔ ہمارے خلاف پروپیگنڈے کا ایک طوفان مچایا گیا ہے کہ مسلمان ارحابیین (دہشگرد) ہیں۔ دن کو رات اور روشنی کو تاریکی کہا جا رہا ہے۔ اسلام میں دہشگردی کی کبھی اجازت نہیں دی گئی۔

اسلام ارھابیت (دہشگردی) کے خاتمے کا نام: ہمارے طلباء، علماء اور قیادت پر متمکن افراد پر لازم ہے کہ وہ دنیا والوں پر یہ بات واضح کر دیں کہ اسلام ارھابیت (دہشگردی) کے خاتمے کیلئے آیا ہے۔ قرآن کہتا ہے۔

ان الدین عند اللہ الاسلام، ھو سمکم المسلمین، ادخلوھا بسلام امنین، اسلام کا مادہ سلامتی ہے۔ اور ایمان کا مادہ امن ہے۔ ہماری خوئے سرشت میں امن وسلامتی ہے۔

بانی اسلام نبی کریم ﷺ کے ارشادات سے کون واقف نہیں۔ المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده، المؤمن من امنه الناس، اسلام نے اپنے پیرو کو حکم دیا کہ کہیں جائے تو السلام علیکم کہہ کر سلم وامن کا اعلان کرو۔ اٹھتے بیٹھتے آتے جاتے غرض ہر وقت اسلام امن وسلامتی کی تعلیم دیتا ہے۔ ہمارے پنج وقتہ نمازوں کا اختتام السلام علیکم ورحمة الله اور اللهم انت السلام ومنك السلام والیك یرجع السلام وادخلنا دارك دار السلام پر ہوتا ہے۔ اسلام مسلسل سلامتی کے اعلان کا نام ہے صرف اس دنیا میں نہیں بلکہ روز آخرت رب ذوالجلال کی طرف سے بھی یہی اعلان سنا جائے گا۔ سلام قولا من رب الرحیم۔ تحیتهم یوم یلقونه سلام اور جنت میں بھی یہی چرچا ہوگا۔ ویلقون فیها تحیة وسلاما اور داخلہ کے وقت کہا جائے گا ادخلوها بسلام آمنیین۔ جنتیوں کے بارہ میں کہا گیا کہ لایسمعون فیها لغوا والاثاثیما الاقیلا سلاما سلاما۔

ہمارے پیشوا ومقتدا حضور نبی کریم ﷺ نے وقت کے بڑے دہشت گردوں قیصر وکسریٰ کے نام یہی پیغام بھیجا کہ اسلم تسلم، سلامتی قبول کرا اور سلامتی اختیار کر کے دنیا کو بھی یہی چیز دو۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ یہ پیغام ہم اپنے قول وفعل وعمل سے دنیا کے گوشے گوشے تک پہنچائے۔

حقیقی دہشت گردی: ارھابیت تو درحقیقت وہ ہے جو عراق میں جاری ہے۔ جو افغانستان اور کشمیر میں امن کے نام سے روا رکھی جارہی ہے اور جس کا ارادہ ایران کے خلاف کیا جارہا ہے۔ میں ایرانی حکومت کو اس جرأت وحمیت پر سلام پیش کرتا ہوں کہ وہ ڈٹا ہوا ہے۔ وحدت کفر کا مقابلہ وحدت امت سے کیا جاسکتا ہے۔ ایران اور پاکستان وعالم اسلام ایک جیسے چیلنجز اور مشکلات کا شکار ہے۔ مگر عالم اسلام کو جرأت وحمیت کے ساتھ مقابلہ ایران جیسا کرنا چاہئے۔ پوری امت ایران کے مسئلہ کو اپنا مسئلہ سمجھے گی۔ مگر ایران کو آنے والے امتحان کے پیش نظر مزید وسعت ظرف پیدا کرنا ہوگا۔

وحدت امت اولین وآخرین اسلحہ: امت جسد واحد ہے مسلمانوں کو آج مل بیٹھ کر ایک ہونے کی ضرورت ہے۔ مسلمان دنیا کے جس کونے میں ہو انہیں بنیان مرصوص ہونا چاہئے۔ وحدت ہی ہمارا اولین وآخرین اسلحہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مسلمانوں کو آپس میں متفق ومتحد کردیں۔ جس طرح روس ہمارے وحدت کے سامنے نہ ٹھہر سکا اس طرح ان شاء اللہ دنیا کی کوئی طاقت نہیں ٹھہر سکے گی۔ لیکن تھوڑی سی ہمت اور قدم بڑھانے کی ضرورت ہے۔

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

مولانا سمیع الحق کے خطاب کے بعد ایران کے بڑے حکومتی عہدیدار جناب علی اکبر رمضانی نے تقریر کی۔ اس کے بعد ہرات کے جامع مسجد عبداللہ انصاری کے متولی اور معمر عالم دین مولانا میر افضل مدظلہ نے اپنے ارشادات سے لوگوں کو روشناس فرمایا۔ اس کے بعد 12:15 پر ایران کے معروف اور نامور خطیب شیخ صالح پُردل نے جوش خطابت کا مظاہرہ کیا۔ اس کے خطاب کے دوران لوگوں نے کافی گرمجوشی کا مظاہرہ کیا۔　　(جاری ہے)